

M.B.KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد ۹   مضامین غیر   نمبر ۳۰

یکشنبہ ۲۴ اگست ۱۹۲۴ء

بادۂ بے خمار

انتقادادارت

اثر طبع یگانہ فاضل دانشمند آقای میرزا مہدی نقیب الممالک

(۱) در عدلیہ

شرح از عدلیہ اعظم شنو   چونکہ قانون عدالت گشتہ نو
نسخ شد قانون اسلام قدیم   ہست این قانون بترتیب نظیم
وضع این قانون و شرح این مراد   لی بہ مید آر بیا دارو فی سداد
ہست این قانون چو قرآن محترم   احترام او ز قرآن نیست کم
زانکہ این قانون ز مرکز آمدہ   میبرند اعضا از آن فائدہ
عدل را معنی عدول از حق بود   ضائع و نیجا حق ہر ذی حق شود
ہر کسے در این ادارہ پا نہاد   در طلسم جادوی او فتاد
ای کہ در عدلیہ گردیدی رئیس   باش از آغاز با ہر کس انیس
خیرخواہ خلق خود را جلوہ دہ   کبر و اغراض و طمع را دور نہ
تا شوی بر کرسی خویش استوار   آن کہ از یک یک برون آری دمار
از حق اجرا و نیم فیس کم   دور ملزومات یکجا کش قلم
ذکر اثبات را ہم از اجرا شمار   ہم بہ آقا زادہ دفترہا سپار
نسخ اوراق عرضیہ یا سواد   یا وکالت نامہ را اسکن زیاد
ہر کہ را بینی بصیر و تند رو   احتیاط از وے کن و پاپی مشو
وانکہ را چون می ندانی اہل راز   زود او را خواہش کن و بیچارہ ساز
آنقدر با او مگو زشتے مکن!   سر فگن بر او بہ پوزے کمن!
رفتن عدلیات گر ہست قصد   کیسہ را پر کن نخست از پول نقد
بذل باید کرد و کار از پیش برد   ورنہ جنست پختہ خواہد کرد خورد
کار را نا یار کسے در این اساس   جز جناب مستطاب اسکناس
گر خرت خواہی بہ پیش آر اشرفی   ور بخواری اشرفی بے مصرفی
دو ورق بستان و عرض حال دہ   فکر کن و اندر خیال کم رو بسر
نیست در عدلیہ جستن نامی صلح   کس نبردہ تا کنون نامی ز صلح
وار عدالت بود خصم نخست   کاندر او اعضا کافی ہست چست

چون عرضیہ فرستی توضیح دہ   بعد از آن مدرک بیار و پیش نہ
عمدہ مدرک دار و دست نبے ہوشی است   گفتن پیر گوشی و مدہوشی است
لیک باشد مدرک و معقول ذکر   جز این مدرک نبا بد حق ثبوت
گر شدی محکوم و کار گشت زار   صلح کن با خصم و گیر از وے کنار
تا شوی آسودہ از گفت و شنود   وار ہی اندر اشتہ خواہ ان جہود
ور ترا غرض است باشی چارہ ساز   منتخب میکن وکیلی حیلہ باز
الغرض اشتد چہ کاست یا ذلیل   با شدت داور مگر نعم الکفیل
بایدت کردن وکیلے منتخب   کو بود ہمدم با اعضا روز و شب
شب بود با جملہ دل گرم عرق   تا سحر باشند سرگرم ورق
چون وکیلت محرم اعضا بود   کار از پیشش بآسانی بود
بعد ز جستجو اگر ذیحق شدی   حکم دادہ بعد حکم ذیحق شدی
باز ہم آغاز زحمت حق است   استیناف و بعد تمیزی است
اعتراض خصم تو را دہ جواب   وانگہ استیناف او را کن جواب
چند کردی تا بجا حکم رفت   دو کوشی کہ فرمودی پیش رفت
دیگ افتادی بزندان تا ابد   باشدت فی جیدہا حبل من مسد
از در آنجا چہ حکم آمد درون   تا قیامت ناید از آنجا برون
وقت این اجرا ظہور حجہ است   گر کنی تعجیل دور از حاجت است
چون نہ اجرا ہم نہ دیدی تا بہ ملال   کن بدیہی از عمومی عرض حال
بار دگر را ہم زحال آگاہ کن   چند تا ان شکوہ بجہ اللہ کن
گو کہ ای پروردگار عالمین   بیننا احکم انت خیر الحاکمین
رفع فرما شر این ظلمیہ را   سرنگون کن ای خدا عدلیہ را

دار الفقر والافلاس

غریب نواز مولانا تیج!

ایک زمانہ وہ بھی تھا جب لوگ "سوال" کو اپنے لیے ننگ وعار کا باعث سمجھتے تھے۔ اور اگرچہ مفلس پر "سوال" کا دروازہ کھول دیا گیا تھا پھر بھی مارے غیرت کے ہاتھ پھیلانے پر قبر میں پاؤں پھیلانا کو ترجیح دیتے تھے انکا خیال تھا سہ زندگی ترک سوال مرعاست ٭ آبرو چوں جمع شد آب بقاست

بس رسیدہ حضرات ناقل ہیں کہ مفتی گنج میں ایک رئیس سر شام سونے کی انگوٹھی دے کے اپنے دروازہ پر بیٹھتے تھے اور آفتاب غروب ہوتے ہی گھر میں چلے جاتے تھے۔ مگر جب ان کا انتقال ہوا تو گھر میں سوائے اُن کی گدڑی اور ایک جوڑے کپڑے کے کچھ نہ تھا معلوم ہوا کہ دس بارہ سال سے یہی حال تھا۔ جب تک خانہ رہا بیچ کھوچ کے پیٹ پالا آخر فاقہ کشی کی نوبت آئی مگر گدڑی پہنے بیٹھے رہنا منظور تھا کہ وضع میں فرق آنیکا امکان تھا

ملنا جلنا موقوف ہوا اور خیال کریں کہ حالت نازک ہے اور کچھ دینے یا احسان کرنے کا ارادہ کریں تو یہ تو ہین کس سے اٹھائی جائے گی کہ فلاں صاحب نے مدد کرنے کا ارادہ زبان سے ظاہر کیا تھا آپ نے قبول نہیں کیا تو یہ آپ کا فعل ہے۔ دہلی اور لکھنؤ کے اکثر شرفا اسی آن پہ مر گئے۔ مگر نئے فیشن والے کہتے ہیں کہ وہ تھے نرے بیوقوف انھیں لازم تھا کہ فوراً جھوٹ موٹ کا چہرہ بنا کر لے لیتے اور تباہی دہائی کی آڑ میں اپنا گھر بھرتے۔ مانگنا اپنے لیے برا ہے دوسروں کے لیے مانگنے والا خیرات کا مددگار ہے اس گروہ کا خیال ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی جب تک گٹی کا چمچہ حلق سے اتار نہیں لیتا حالوت زبان نہیں نکالتا۔ جب تک شالچے سے اٹھنے کی قوت نہ تھی دودھ کے مانگتے تھے ذری کمر میں طاقت آئی گردن ٹھہری نگاہ برقرار ہوئی تو ہر چیز پر خود ہی تصرف کرنے لگے۔ جو چیز پائی منھ کے اندر رکھ لی۔ سنتے ہیں حضرت موسیٰ نے انگارہ منھ میں رکھ لیا تھا۔ عمر کی ترقی کے ساتھ طلب و تقاضا کی رفتار بھی بدلتی رہتی ہے۔ الغرض پیدا ہوتے ہی مانگنے۔ اور مرنے لگے تو شربت انار یا پانی کا قطرہ ہی سہی مانگ کے مرے۔ پیدائش اور مرگ کا درمیانی حصہ بھی مانگتے ہی میں گذرا۔ آبا پیسا دو۔ ڈور کنکوا دو۔ مٹھائی دو۔ کھلونے دو۔ بائیسکل دو۔ اسکول کی فیس دو۔ کچھ اور بڑے ہوئے جورو کی مانگ شروع ہوئی اور جو ملا آ گئی تو اس نے روٹی کپڑا مانگا اور انھوں نے بوسہ مانگا چلیے لین دین کا لگا لگا طبیعت بدلتی نہیں فطرت کان پکڑ کے اسی طرف لے جاتی ہے جدھر اس کا منشا ہو۔ جب حال یہ ہے تو پھر کون اپنی جان کا ستم لے۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

کریم جو تجھے دینا ہو بے طلب دے دے
فقیر ہوں پہ نہیں عادت سوال مجھے

مگر جب "دیدے" منھ سے نکلا تو سوال کا اطلاق ہو چکا اب یہ کہنا کہ مجھے عادت سوال نہیں بیکار ہے۔ اس دنیا میں لینے اور دینے کے سوا کوئی دوسرا کام نہیں۔

نواب سعادت علیخان والی اودھ سے ایک فقیر نے کہا کہ شاہ جی کچھ دعا دیجیے۔ شاہ جی تھے ذری اکھڑ کہنے لگے بابا اللہ نے گھر دیا ہے زمین دی ہے روپیہ دیا ہے نوکر چاکر دیے ہیں ہاتھ پاؤں دیے ہیں آنکھ ناک دل و دماغ صحت عافیت کیا چیز نہیں دی جو مانگتا ہے ہاتھی پر چڑھا پھرتا ہے اب کیا گدھے پر چڑھنے کی خواہش ہے۔

سعادت علی خاں آدمی متحمل مزاج اور ظریف تھے کہنے لگے شاہ جی ؎

تعلق زر جستجوے مال وجاہ ہے
جسے تلاش دلبر دلخواہ ہے
ہر کس بخیال آرزوے دارد
ماہیم و تمناے دل آگاہے ہے

شاہ جی ہنسے فرمایا تو پھر دشمن دولت اشتک راہ پر لٹا اور فقیر کے ساتھ بیٹھ کے دعوی رہا۔ بات آگے بڑھنے کے قابل نہ تھی نواب وزیر دودھ نے ہاتھی بڑھایا۔ قابل غور ہے کہ نواب صاحب سب کچھ رکھتے تھے پھر بھی مانگنے کا لپکا نہ گیا۔ وہ دعا ہی۔ صدقات۔ زکوۃ خمس حسنات لینے دینے کے واسطے ہیں۔ فرض کیجیے کہ لینے والا نہ ہو تو یہ کسے دیے جائیں۔

الحاصل جب تک لینے دیے کام نہیں چلتا تو مانگنا جانچنا بھی ضروری بات ہے۔ کوئی اپنا ٹنڈا ہاتھ دکھا کے کانی آنکھ مٹکا کے لنگڑی ٹانگ اچھال کے مانگ دکھاتا ہے۔ کوئی فقیر کبھی موٹر گھوڑے پر سوار ہو کے طمطراق آن بان شان دکھا کے نوشا ہے۔ آپ ہی انصاف کیجیے اگر دنیا بھیک منگوں کا مسکن نہ ہوتی تو آج مزدور سرمایہ داروں سے برسرپیکار کیوں ہوتے اور سرمایہ دار ان کی خدمات کے محتاج کیوں نظر آتے۔ دنیا بھر میں بالشوازم چھیل جائے یا عام اور خاص کا امتیاز باقی نہ رہے لیکن طلب و تقاضا کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ لینے امیروں سے دولت لی جائے گی اور غریبوں کو دی جائے گی یہ بھی بھیک منگا پن ہے مگر ذری شوہدے پن لشتی کے ساتھ ہے اسلیے لوگ سمجھتے نہیں

کہ یہ عیب نہیں۔ اگر یہ عیب نہیں تو بھیک مانگنا بھی معیوب نہیں۔ دونوں کا مآل صرف مال غیر پر تصرف کرنا ہے چھین جھپٹ کے لیجیے یا خوشامد سے حاصل کیجیے تو۔ بات ایک ہی ہے۔

اگلے زمانہ میں سائل کے اقسام کچھ بہت نہ تھے ہمارے زمانہ میں جسکو عہد سوال سے تعبیر کرنا زیبا ہے سائلین کی عجیب غریب قسمیں ہیں ان میں سے چند کی تفصیل پیش کش ہے۔ قبول فرمایئے۔

مجبور و معذور گداگر۔ اندھے۔ لولے۔ لنگڑے۔ اپاہج۔ کوڑھی۔ سوال کی شرم انکو تھی مگر احتیاج اور عادت نے فطری قوت سوال کو ابھار اسدنیا انکے لیے جو نہ ہو دنیا کے لیے۔ امیر امرا اور مذہبی عالم انکی اعانت کو گناہ سمجھتے ہیں۔ انکی روزی کا ٹھیکا انکی وہی علت (بیماری) ہے جس کی نمائش سے راہ چلتوں کو رحم آتا ہے۔ آج مرض سے نجات پا جائیں تو یہ بھی نہ ہو۔ اس صنف کے متعلق زیادہ ہمارے منصب کے خلاف ہے یہ واعظوں کا کام ہے اور انھیں کے واسطے زیبا ہے۔

مذہبی گداگر۔ مسجد کے موذن ہیں۔ مندر کے مقبرے کے متولی ہیں۔ زیارتگاہ کے خادم ہیں زبان پر معبود یا مرشد کا نام ہے مگر دل ہیں

اصلی بہار عشق باتصویر

کوکا پنڈت کا بنایا ہوا اصلی ۲۴ آسنوں والا کوک شاستر

جسمیں مرد و عورت کی علامتیں و ہیئت تصویرات کا بیان تھیں اور مساس اس کے طریقے عورت کا رام کرنا طلسم ہوتی بیٹا جالو ستر اور بہت باتیں جنکے بیان سے حیا آتی ہے ... قیمت فی جلد ... ہے کم ہو گی .... عہ

چند کتب:۔ کلیات ... عہ
دیوان جان صاحب ... عہ
غلطی ... عہ
... عہ
... عہ

... آسان ہوتی ہے۔

یہ روپیہ دست بدست فرمایئے .... عہ

بہار عشق کتابخانہ ضلع سہارنپور یوپی نانوتہ

ناک اڑتی ہے۔ نذر نیاز پر شاد چڑھاوے۔ ہم گنگلے سے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ کوئی زبان سے طلب کرتا ہے کچھ دھاوا۔ مرشد کی زیارت آسان نہیں ہے آخر یہ سات پشت کی کمائی کس کام آئے گی ہر کوئی ساکت صامت بیٹھا ہے مگر تیور دیکھتے ہی زائر یا جاتری کو ہیبانی ٹٹولتے ہی بنتی ہے اب نذر بھینٹ کی جاتی ہے گو مرا انکار کلاک پنڈولم کی طرح ہل رہا ہو۔ پہلے سے جعلی معتقد لگا رکھے ہیں جنہیں کو نذر بھینٹ دیکھا اور خود بھی پوری ایک تھیلی لے کے دوڑے۔ اجنبی اپنی قلیل رقم کو دیکھتا اور خیال کرتا ہے بڑی چوک ہوئی ایسی حقیر رقم حضور کو دکھائی جس مقام پر آپ جلوہ افروز ہوتے ہیں وہاں نتیں مرادیں مانگنے والوں کا ہجوم ہوتا ہے کسی کو بمقتضاے مہربانی اولاد عنایت ہوتی ہے چاہے خاوند نامرد کا روزنہ ہو یا عورت بانجھ بھی شیطان کی لنگوٹی ہو۔ کسی کو خزانۂ عامرہ سے دولت کے انبار عطا کیے جاتے ہیں حالانکہ خود حضرت کی بسر تیرے میرے تصدق میں ہوتی ہے چند پٹے بچونے ہوے ہیں وہ کرامات کی جھوٹی داستانیں بیان کرتے اور اڑو جانتے رہتے ہیں۔ خلاصہ یا وہ مگر فنا رہوا۔ دھاڑے کا دھاوا ہر وقت حضور کے ساتھ رہتا ہے جس دشمن عقل کے دروازے پر وارد ہو گئے سمجھنا چاہیے کہ اس کے گھر پر اخلاقی ڈاکا پڑ گیا۔

حضرت مذہبی جکڑ کی بیڑی سے بالکل آزاد ہیں جو کچھ زبان مبارک سے نکل جاتا ہے وہی ارشاد ربانی ہے کیا مجال جو کوئی چون و چرا کرے "گھٹ میں پرمیشر ہے" "مغز ریزہ میں پرمیشر ہے آپ کا" یہاں آپ کا دستبول ہو گیا ہے قطع تعلق ہی یہ کیا گیا ہے کہ قوم پر آپ کی اعانت و امداد فرض ہو جائے آپ خدا نخواستہ طامع نہیں ہیں۔ لالچ لوبھ سے آپ کی ذات ایسی پاک ہے جیسے بلا تشبیہ قرآن مجید جل اغلاط سے۔ کوئی کہتا ہے کہ حضور کی امروقت میں آپ گودان ہلا دیتے ہیں اپنی پیچ کہتا ہے ہم ایسے ہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ آپ تو رسول ہیں آپ سکراتے ہیں کہ بے شک رسول تو رسول ہے" ہم کہ خدا خود ہم شدہ

جب آپ منبر پر برائے روضہ خوانی تشریف لیجاتے ہیں تو جل جلالہ عجیب شان ہوتی ہے گویا آج خدائی آپ ہی کی ملکیت ہے "ہمیچ مدعا پت ہے" واسطے آپ کے کبھی سیادت پر ناز ہے کبھی باپ دادا کے کارناموں پر غرور ہے کبھی اپنے کرامات کا آپ ہی اعتراف ہے۔ غرض دوکان بھی چلتی ہے یعنی دین کا سودا ہو رہا ہے کیوں نہ مانگنے کی عادت جبلی و فطری ہے کمائی شرم اور کیسی غیرت۔ کسی کا اجارہ ہے خوب کریں ہی کریں گے۔ کمانا دھانا ہمارا فرض نہیں۔ دنیا کاہے کو کس کے لیے؟

گداگران دولتمند۔ نواب وزیر اودھ مرحوم کا حال آپ سن ہی چکے خیر وہ تو بادشاہ تھے بادشاہوں کی چشم حرص و آز پر کرنے کے واسطے خزانۂ عالم بھی کافی نہیں۔ بڑوں کی بڑی بات۔ اب بادشاہی نہیں رہی۔ گداگری کون کرے۔ لیکن چھوٹے موٹے رئیسوں کا حال دیکھیے تو بڑی بڑی آنکھیں ہیں مگر کور، اور بڑے لمبے لمبے کان ہیں مگر تو بے داغے نہیں سنتے۔ ہاتھ پاؤں موجود مگر لنگڑے اپاہج۔ کوئی کھانا کھلائیں کوئی پانی پلائے تو پئیں۔ بل بل تکلف پر زیست کا مدار ہے اگر یہ نہ ہوتا تو غیر کے ہونٹوں سے کھاتے غیر کے معدے سے غذا ہضم کرنے کا کام لیتے پشتینی رئیسوں پر موقوف نہیں۔ ابھی کل جو لوگ جوتیاں چٹخاتے پھرتے تھے اتفاق کھیلی کھائی سیکڑوں کی کام آئی ہوئی دولت پاتے ہی سمجھنے لگے کہ سلطنت ہاتھ آگئی۔ اب وہی دوسروں کی محتاجی ہے بے مدد و مدد غیر کے کام نہیں چلتا ہر چند مانگتے ہیں تو ملتی ہے مینے بھیک منگائی داخل فطرت ہے۔

سالانہ گداگر یہ نئی قسم ہے ان کا کام یہ ہے کہ سال ختم ہوتے ہی دوکان دوکان پھرتے ہیں کہ کہیں سے مفت جنتری یا کلنڈر ہاتھ آجائے تو گھر میں لٹکائیں۔ بجار آتے کے دو قورے لیے چڑھا ہے یہ چارہ بچھا کے بیٹھ گئے دو شخص جلائیں صادر و وارد آئندہ و روندہ سے تقاضا ہے کہ کچھ چڑھاتے جائیے۔ ایک شہدے صاحب نے دو لال سبز قورے لیے چڑھا ہے پر چادر بچھا کے بیٹھے اتفاق کی بات

بانٹ بیچ گئے اور کسی نے دو پیسے بھی نہ چڑھائے تھوڑی دیر سسکے پھر ادھر سے دوسرا شہدا نکلا اور اس نے پوچھا بھائی پیر! کہو آج کے غنڈے دکھنے آئے کیا کئے۔ بھائی پیر اچھلائے جو بیٹھے تھے کہنے لگے "کیا کہیں بھائی نظر سام سے ہی دیکھتے تک چار غنڈے ہے دو توں صاحب چادر پر اجو خوش زبان بنتی ہیں کھا رہے ہیں بھی کوڑی نہیں لی" اسی قسم میں رمضان کے گداگر بھی شامل ہیں۔ یعنی اور عرب رمضان مبارک کا مہینہ آیا اور رات کے بارہ بجے سے روزہ داروں کی جان پر نازل ہیں۔ روزہ دار وکچھ کھا کے سو رہا ہے مہنموؤں کا حملہ ہو جاتا ہے مسلمانوں کا۔ ان حضرات کو شوق دریوزہ گری کوچہ کوچہ لیے پھرتا ہے۔ آپ سوال کیجیے گا کہ انھیں ملتا کیا ہے ہم کہیں گے۔ کہ حضرت ملنے ملانے کا یہاں ذکر ہی کیا ہے۔ ہمارا مقصود فطرت کے خصائص و خواص کا اظہار ہے۔

سنتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے کسی فقیرنی کا محل بنایا تھا ایک شب کو بادشاہ آرام کر رہا تھا سوتے سوتے آنکھ کھلی دیکھا تو فقیر بیگم سے پہلو خالی ہے۔ اور قریب کے کمرے میں چلنے پھرنے کی آہٹ سنائی دے رہی ہے۔ بادشاہ نے دبے پاؤں کمرے میں جھانکا تو کیا دیکھتا ہے کہ فقیر بیگم ایک طاق کے پاس جاتی ہیں اور کہتی ہیں "اللہ بھلا کرے کوئی ٹکڑا روٹی مل جائے۔" دوسرے طاق سے فرماتی ہیں "اچھی بچی جئیں۔ ننھی سی بہو آئے۔" تیسرے طاق کو سناتی ہیں "دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو آنے آئے سلامت رہے بھلے امراتب ہوں۔ سیدانی جی رانڈ بیوہ ہول بال کچے صدقہ خیرات دے ڈالو۔"

یہ ماجرا دیکھتے ہی بادشاہ سلامت کمرہ میں گھس گئے پوچھا بیگم یہ کیا؟ بیگم شرمائیں لجائیں مسکرائیں اور بولیں قبلہ سلطان عالم کھانا ہضم نہیں ہوتا بلکہ پیٹ ہی نہیں بھرتا جب تک میں دو چار ٹکڑے مانگ نہیں لیتی دیکھیے طاقوں پر روٹی کے ٹکڑے رکھوا دیے ہیں ہر ایک طاق سے ٹکڑا مانگ کے کھاتی ہوں

جب پیٹ بھر جاتا ہے" بھلا کون انکار کر سکتا ہے کہ بھیک مانگنا داخل فطرت نہیں ہے؟

گداگران چوک - آہ وہ ملچائی ہوئی نگاہیں - وہ سپاکیلتی ہوئی چیزیں - وہ گورا رستے سے اکبری دروازہ تک جانا پھر پلٹنا - پھیری کے فقیروں کا چکر نہیں تو کیا ہے - صورت دیکھیے تو امیرانہ نسل پوچھیے تو شریفانہ - سن و سال کچھ نہیں جب جب آٹھ دن کی عمر - اسپر جوانی خواہشوں کا بھیک منگوانا - کبھی نہیں دیکھا ہے - نگاہ کام نہیں کرتی تو اب صاحب "عینک" کا طلسمی جلا لگا کے راستہ چلتے چلتے پیچھے کی دنیا اور پہونچاتے اور مسکیوں کی گلیاں دوڑاتے ہیں پھر گردن جھکاتے شلوا اٹھا کے اپنی راہ لیتے ہیں۔

اسی طرح کرے والیاں چاہے صورت شکل دیکھیے بھیک کا ٹھیکرا دکھانے کے قابل ہو یا نہ ہو - مگر زیور و لباس سے آراستہ - مانگ چوٹی سے درست تیل بالی سے لیس لبصد حسرت و یاس تکے پھرتی ہیں کہ راستوں میں کون سامرد میدان ہے جو ان پہ چڑھتا اور جیب خالی کرتا ہے۔

حکمران گداگر - انصاف مفلس کا تماشا کچہریوں میں دیکھو تو معلوم ہوگا کہ بھیک منگوں کے گروہ میں گذر ہو گیا۔

دیں گریباں گرفت و آں دامن

طلبانہ - محنتانہ شکرانہ نذرانہ انعامانہ غرض کہ سہ ہا آشنہ و یک بند کا بیگانہ - جان جتنی یا تو جیب میں پھنس گئی - حاکم صاحب پیشر کے اشکوں پر کورٹ فیس کی رقم مانگ رہے ہیں وکیل صاحب پیشگی کی رقم چکا رہے ہیں - سر رشتہ دار صاحب فرماتے ہیں غلط عرضی لکھوالائے چار مرتبہ درخواست تبدیل کروائی پھر بھی قانونی نقص رہ گئے ہیں مطلب یہ کہ سارا نقص نذرانہ پیش نہ کرنے کا ہے کچھ دلواؤ تو سب ٹھیک ہے ورنہ ایک عیب سو سو نکلے گا نقلیں بھی تمام ہو جانے کی - مزکوری (چپراسی) اپنا حق مدعی و مدعا علیہ سے بہ پیشگی پہ لینے کا مستحق اگر کسی حق کی دراشت کا دعویٰ ہوتے ہو تو سمجھیے کہ حق نے ملا؟



سنجیدہ معاملہ

روس:- "آؤ دوست"

ایران:- حاضر

جان بل:- ہے

قسم بعشق تو ہرگز نمی تو اتم دید
کہ کشتہ تو شود دیگرے و من زندہ

مدعی و مدعا علیہ کے - اور بھی کئی ورثائے حقیقی طفیلی اور لے کے چھوڑتے ہیں جنکا نام ہے کورٹ فیس - وکیل - چپراسی - سر رشتہ دار - اسٹامپ فروش - عرائض نویس - نقلنویس چاہے ورثا نسبی و سببی کر لے یا نہ لے مگر ان کا دوزخ ضرور بھرے گا اور اتنا بھرے گا کہ -

جیتا سو ہارا - ہارا سو مرا

گداگران ورنا پیشہ - اس سبھا کے ممبر زیادہ تر بیوی کے مصاحب - حکام کے دربار دار ہی - اسی عنوان کے تحت میں ہیں - جیل جتنے کی طرح اوصاف و محامد کا بیان کرنا خود ہی خواب دیکھنا خود ہی تعبیر دینا - بوٹ چاٹنا میم صاحب کے سامنے ڈالی لگانا - بابا لوگ کے واسطے ضرورت کے اسباب مہیا کرنا - جھوٹے واقعات بنانا - سچے واردات کی تاویل کرنا - بیگم صاحب کی تمام ڈالی کے واسطے خیرات خانہ سے جمع کر ریاں دلانا صاحب کے واسطے معروضات مہیا کرنا صاحبزادے کی کنکیا کی ڈور لیتا - الغرض کر سبھی اور خطاب عہدہ یا انعام و اکرام کی خواہش سب کچھ کرا لیتی ہے - اصالت سے کیجیے بھیک مانگنا فطرت کا تقاضا ہے یا نہیں؟

گداگران فنون لطیفہ - آپ کو دیکھیے! آپکو ہیں؟ آپ نام خدا شاعر ہیں آج آٹھ روز ہوئے ہیں کہ آپ کی پلک سے پلک نہیں جھپکی جھوٹی جیسے تلاش کر رہے ہیں مگر نہیں ملتا - ہاتف غیبی سے دعا مانگی - وہاں سے بھی صوفی جواب ملا - ساتھی سے پھر مانگو - اساتذہ کے دیوان الٹ ڈالے انھوں نے بھی کہا دیرکت ہے - خدانخواستہ آپکو عشق کی بیماری نہیں ہے کہ کوشش کر رہے ہیں کہ عاشقوں میں نام لکھ جائے تو ذہنی معشوق کے حسن کی زکوٰۃ کبھی نہ کبھی مل ہی جائے گی - اللہ نے تمام نعمتیں دی ہیں مگر عشق کی کمی ہے۔

دل تھا مگر گیا معشوق چھڑا لے گیا حسن کی بازار میں مگر بیٹھے وعوے کر رہے ہیں حسینوں کی خیالی محفل سج رہی ہے ہر ایک سے کہتے پھرتے ہیں کہ بلا نہ دیجیے تو ایک بات عرض کروں - یہاں جو غریب کا دل پڑا تھا - آپ نے تو نہیں دیکھا ہے؟

تمہاری مانگ نے تو دل لیا مانگ
یہ جوتی کس لیے پیچھے پڑی ہے

تمام کد و کاوش کا حاصل یہ ہے کہ کسی طرح دو دانہ مل جائے تو پیٹ بھرے - ایک شاعر صاحب طبیب کے پاس گئے شکایت کی کہ آج کئی روز سے دلگرفتہ ہوں سبب نہیں معلوم - حکیم صاحب نے فرمایا شاید آپ نے کوئی نیا شعر کہا ہے - انھوں نے اقرار کیا حکیم نے سنانے کی فرمائش کی انھوں نے سنایا حکیم صاحب نے ایک گھنٹہ کامل تعریفوں کے پل باندھے اسکے بعد کہنے لگے شاید اب جناب کا دل بشاش ہو گیا گرفتگی باقی نہیں رہی شاعر صاحب نے جواب دیا خدا کے فضل سے اسوقت تو وہ کیفیت نہیں ہے مگر آپ نسخہ ضرور لکھ دیجیے حکیم صاحب نے فرمایا - جناب نسخہ کی ضرورت نہیں آپ کے دل میں یہی شعر اٹک گیا تھا - جب آپ اس بیماری میں مبتلا ہوں کسی دوست کے پاس تشریف لیجایئے اور اپنا کلام سنایئے - مرض دفع ہو جائے گا۔

سچ ہے تعریف کے مرچھکوں کا پیٹ یونہی بھرتا ہے - کسی دوست کے گھر پہنچے آداب عرض کر کے بولے



ناشستہ شکنی کورمکان وطن

مزاج شریف کیسے خیریت تو ہے۔ چنانچہ نہیں کے بعد کرسی پر بیٹھے اب انتظار ہے کہ شعر و شاعری کا تذکرہ چھیڑے۔ قوس قزح الفاظ سے اور دل کی جھوٹی تعریف کے ٹکڑوں سے بھرے اگر دوست کسی دوسری فکر کو خاموش بیٹھا ہے۔ آخر خود ہی گُن گنا ہے۔ اگر اس نے دریافت کیا کہ کس کا شعر ہے؟ تو مراد بر آئی۔ گردن جھکائی انکسار ظاہر فرمایا۔ سسکر اے عرض کی جی! خاکسار ہی نے اراد میں جو دو مصرعہ نظم کیے تھے چلیے متاع سخن کا بازار کھل گیا۔ آب دار جواہر عرض بازار ہونے لگے۔ اور اگر خاموشی کا طلسم یوں بھی نہ ٹوٹا تو فکر ہوئی کہ کس طرح داد حاصل کروں۔ فقیر کی صدا سنی اور جھٹ دوست کی جانب متوجہ ہوئے۔ جناب منشی صاحب اسی طرح میں بندے نے بھی دو چار شعر کہے ہیں ملاحظہ ہوں ………

الغرض طرّاح۔ مصور۔ نقاش۔ سنتی۔ ان سب کا یہی حال ہے۔ بھیک سرشت میں داخل ہے۔ لوگ پیٹ پر پتھر باندھے پھرتے ہیں۔

اجی حضرت تمام پیٹ بھرنے والی چیزوں میں سے ایک نرالی چیز تو رہ گئی یعنی ووٹ بروزن روٹ کوئی بھاگ منگا آپ کے دروازے پر آئے تو اس کی پاس آمیز صورت دیکھیے۔ ہاے ہاے وہ اپنے منہ میاں مٹھو بننا وہ ہی کا گڑگڑانا گنوانا وہ مطلب کی بات پر جھکائیاں۔ وہ ڈوڑن گھائیاں بھلا فراموشی کے قابل ہیں۔ گویا تمام قوم کو بندۂ احسان آپ ہی نے بنایا ہے …… …… اگر آپ نہ ہوتے تو کارخانۂ خدائی باطل معطل ہو جاتا۔

ملے خوا القیاس **گداگران سیاسی** ہیں یہ پہلے میموریل اور سپاسنامہ پیش کر کے بھیک مانگتے تھے ان بھیک کی صدا میں ایسے ایسے الفاظ ہوتے تھے کہ پہاڑوں کا دل پسیجتا تھا۔ دل خالی جانے لگے کہ اب صرف تقریروں سے پیٹ بھرتے اور رزولیوشن پاس کرنے پر قناعت فرماتے ہیں امید ہے کہ شملہ پہاڑی میں کسر … اخبار نویس گداگران کی صدا منید کرتے … ہیں

اور انھیں کے تصدق میں زندہ ہیں ورنہ انھیں تھے بھیک نہ ملے۔ موروثی پیشہ ور گداگر منہ چڑھے فقیر۔ مزارِ اولیا و مقامات مقدسہ پر جمع ہونے والی عورتوں کے محتاج بھیک سنگے گرسنگان حسن ان پر صدقے واسطہ خوب پیٹ بھرتے ہیں چندے کی تحصیل برابر جاری ہے ہر ایک جیب کا مال ان کی ملکیت ہو۔ اللہم احفظنا۔

راقم

وحید

تعلیم یافتہ جورو کی روشن خیالی

کسی لکھی پڑھی بی بی سے اپنی ایک لیڈر نے
چلاؤ رات دن چرخا جو چاہو فارغ البالی
یہ طے ہے دوسری صورت نہیں کوئی ترقی کی
اسی میں ہوگی بہبودی اسی میں ہوگی خوشحالی
معزز ملک کے لیڈر سب ہی اس پر متفق ہیں
ابو القلیٹر بھی کہتے ہیں کہ ہے یہ بات ٹکسالی
علاوہ لیڈروں کے عالم و فاضل بھی ہیں قائل
کہ بیشک دور ہو جائیں گی اس سے مشکلیں مالی
ہیں تو اپنے کھد بورڈ سے فرصت نہیں ملتی
مگر تم گھر میں چرخے کا رہی ہو جان من خالی
کہا بی بی نے بے کھٹکے میاں سے ترش رو ہو کر
مرے تفریح کے لیے آپ کاتے قید گھروالی
سند بی اے کی حاصل کی ہے آخر کس لیے میں نے
کہ کھودوں کوہ نکلے کاہ دریا سے نموں نالی؟
سمجھ ہی میں نہیں آتا کرامت کیا ہے چرخے میں
جو پھیلا دے گا سارے ملک میں جھٹ فارغ البالی
علاوہ اسکے گردن پھر رہی ہے اسکے چکر میں
تو ظاہر ہے کہ ہو گی خانگی کاموں کی پامالی
پڑھوں گی کس طرح ناول میں کب اخبار دیکھوں گی
لکھوں گی خط بھلا کب اور کب کاڑھوں گی میں جالی
ہوا کھانے کو کب سہیلیوں کے ساتھ جاؤں گی
سنوں گی کس طرح محفل میں جا کر تان قوالی
میاں سمجھے نہیں کچھ درمیاں کا تو تھیں چرخا
گون نڑا چیکی اور اوڑھے گی نری چادر میں شالی
میاں مایوس ہو کر یوں لگے کہنے کہ بس بی بی
مثل مشہور ہے بجتی ہے دونوں ہاتھ سے تالی
ہم اپنی دُھن میں ہیں دیوانے تم اپنی دھن میں متوالی
چلو بس ہیں پکا چرخا نہ ہم خالی نہ تم خالی

راقم

ذوالقرنین قنیپدری

مولانا پنچ کی نوٹ بک

پھر وہی آرہ پر آفت آ گئی

لکھنؤ کے بعض صبوحی کشان میخانہ ترک موالات و وکالت نے آخر تاؤنی گون پہننے کا ارادہ کر لیا۔ معلوم نہیں پہلے کیا سمجھ کے کنارہ کش ہوئے تھے۔ اگر پیشہ وکالت مذہبا قابل ترک تھا تو آج کیونکر قابل اختیار ہو گیا۔ اب پھر وہی وکالت کا چرخا ہوگا اور وہی تارک موالات وکیل واہ۔ نہیں لنڈ منجھوں پر سیر چھیننے کا دعوے تھا بس

تری ناز کی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا
کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا

تسبیح و سجدہ

عرب کے ایک رئیس نے کسی خدا رسیدہ معمار سے کہا کہ چھتیں گرتی ہیں دھنیاں جھکتی ہیں برسات قریب ہے ذری ان کی مرمت کر دو معمار صاحب نے فرمایا آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے لا یقرکم بل یسبحم چھت گرتی نہیں تسبیح پڑھتی ہے۔ رئیس گھبرا کے کہنے لگے بھائی یہی تو اندیشہ ہے کہ زیادہ رقت قلب میں چھت گرفتار ہوئی تو بے سجدہ کیے نہ رہے گی۔ فسادات کی بم پھٹی ہے اور ہمارے قومی معمار فرماتے ہیں گھبراؤ نہیں اب نظام اتر رہا ہے یہ ساری اعضا شکنی اسی کی ہے چھت تسبیح پڑھ رہی ہے۔ حالانکہ اتفاق و یکجہتی کی تمام کوششیں اکارت ہو چکی ہیں۔ وہ دن

قریب ہے کہ چھت زمین سے مل جائے۔ اور رات دن شیشہ سیب سے کو جھک پڑے۔ قصور معاف غلام الامرا امام الاسباب دھوم دھام الامراء یہ سب کے سب باتونی ہیں۔ اب ایسی باتیں تھوڑی اڑانے مجرے کا کام نہیں دے سکیں۔

عقلائے مال مردم خوار

قرآن میں ایک آیت ہے جس کا ترجمہ ہے کہ بیوقوفوں کو اپنا مال نہ دو۔ غالباً اس آیت میں مخاطب اہل عقل ہیں ورنہ آج سفہا کی دولت پر عقلا کی زندگی موقوف ہے۔ بیچارے سفہا نے عقلا ہی کو ہمیشہ مال کھلایا اور آج بھی خدا رکھے سلسلہ داد و ستد جاری ہے کھانے والوں کے حلق میں پھنسی نہیں تو ڑے کے توڑے خزانۂ شکم میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ پھر بھی نہ کارسے نہ مٹلے۔

خوان لغیما

شیعہ کالج کے نئے سکریٹری صاحب کی دھوم دھام کی دعوت ہوئی خدا جانے اسکے مصارف کا بار کس کی ہمیانی پر پڑا۔ طالب علموں نے چندہ دیا۔ یا عہدہ داروں نے ٹیکس ادا کیا۔ یا شیعہ کالج کے خزانۂ عامرہ نے قوم کی کس مپرسی اور غفلت سے فائدہ اٹھا کے خاک پر بسم اللہ کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ابھی تک کالج کا فتنہ نہیں ہوا تھا مفسدہ انگیز سترلیوں کے نکل جانے پر مسلمانی کا جلسہ ضروری تھا شکر ہے کہ یہ فریضہ کسی نہ کسی طرح ادا ہو گیا۔ اور کالج کے نیازمندان خاص نے نمکخواری کی نسبت بھی حاصل کر لی۔ باقی رہا مصارف کا مرحلہ تو اسکی بابت شیخ جی کہتے کیا کھچڑی میں کھچڑی گئی بیماروں کے کلیجے میں ہے ہم اگر شیعہ کالج کو اونٹ فرض کریں تو اونٹ کے پیٹ میں ایک پیوڑا ہوتا ہے پانی پینے کے وقت اس پیوڑے میں پانی بھر لیتا ہے۔ یہ ذخیرہ جب پانی نہ ملے وہاں کام آتا ہے ممکن ہے کہ دعوت کا جائے پانی اسی پیوڑے سے لیا گیا ہو۔ اور معدہ کے خزانہ سے کچھ صرف کرنا پڑا ہو۔

نیبو نچوڑ

ایک صاحب جیب میں نیبو رکھے پھرتے تھے کسی کو کھانا کھاتے دیکھا اور جھٹ سے نیبو پیش کر دیا۔ "حضرت! نیبو حاضر ہے" اسکا ورثہ داری کا جو ثبوت روزنامہ "ہمدم" لکھنؤ الاشیخ شاہد حسین مرحوم بیرسٹر کی ملکیت بھی نیبو نچوڑی کا سا جاتا تھا سنتے ہیں کہ تیس ہزار سے زیادہ رقوم آنریبل سر راجہ صاحب بہادر محمود آباد نے اس کار خیر میں صرف فرمائی۔ اور دو تین ہزار کے قریب دیگر حضرات نے۔ شیخ شاہد حسین صاحب وقتاً فوقتاً روپیہ دیتے تھے مگر بمقتضائے پیش بینی و احتیاط پرونوٹ دستہ الطلب رقعہ لکھوا لیتے تھے تاکہ جیب سے

نہ جا لیے نہ نیسے نہ چھوڑے دارم
حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

کہنے کی نوبت آئے تو عند الطلب رقعہ عند الحاجت سند بن جائے۔ خسارۂ علمی کو اٹھانا چاہیے قرضخواہ کی جانے بلا شستین تیمو اور روزوں۔

اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو "دوستوں کا مال اپنا ہی مال ہے" بیرسٹر صاحب مرحوم خود ہمدم کے مالک تھے (قرضخواہ حقیقتہً مالک ہوتا ہے) خصوصاً سنی دور میں "ہمدم" کا راجہ صاحب بہادر پر بھی گرنا بھی پولیٹیکل سنٹر کی راہ سے بالکل درست اور ٹھیک تھا۔ اس معاملہ کو آپ "ہمدم" کی حق شناسی وسپاس گزاری پر محمول کیجیے۔ یا راجہ صاحب بہادر کی عالی ظرفی پر آپ کو اختیار ہے۔

بہرحال اب زمین قرن اور ایک جیم سے مرکب نقطہ پورا تیار ہو گیا ہے (نسیم نعیم۔ نعمت۔ جالب) جیم کے متعلق سنتا ہے کہ وہ "شیعہ" کی "ہ" مسلمانوں کی "دم" میں "دردو" کی ٹیس بڑھانے والے ہیں یعنی

اعلان تعطیل محرم

حسب معمول قدیم ۱۰-۱۱ اگست کی اودھ پنچ شائع نہ ہوگا۔

منیجر

دلی کے ہمدرد سے چند سطریں ورثے جو دیکھے چاہے ہم ہی جاتے، اپنی دم میں۔ پھر قبولیت نصیب تھی ہی تو بحکم دفتر میں سب نون ہی نون ہو جائینگے۔ مناسب نہ تھا اگر ایک ہم صاحب یعنی شیر بھی مجلس نویسندہ میں شامل کر دیے جاتے۔ ان شان میں تیر صاحب ہی سی چشم نم تو خشک ہو جاتی کہ غم نہ یہ تونہ کتیں سے ہم ہم نفس و مونس و غمخوار و رفیق دنیا کوئی شفیق جز غم و سعد کوئی غمزدہ ہو ہم فقط یار ہوا

صورت شتری کی مقبولیت

بعض جرائد ناقل ہیں کہ دخباں پور تحصیل محمد آباد ضلع [illegible] میں ایک کاشتکار کی بھینس نے اونٹ کی شکل کا بچہ دیا مگر اختلاف نسل کی وجہ سے ماں بچہ کو دودھ نہیں پلانے دوڑتی ہے۔ خدا جانے یہ حضرت بھینس کے پیٹ میں کیونکر گھس گئے۔ دودھ کے لالچ سے گئے تھے تو شکم تک کا دودھ یہاں بھی بے رشتہ شکل میسر تھا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ جس طرح اوقاف پر وارثانہ غلبہ و تسلط کی چاٹ ہے اسی طرح

تصحیح

کاتب کی عنایت اور مصحح کی غفلت صلح سنگ کی صلاحیت سے بعض غلطیاں نمبر ۲۹ میں رہ گئی ہیں مثلاً صفحہ ۳ کالم ۳ میں سیر غیاب جہالت کو سبز غیاہت لکھا ہے اور اسی کالم کی آخری سطر میں "ازی" کو ذال سے تحریر فرمایا ہے صفحہ ۹ میں "سحاب دہلوی" کی جگہ سیاب صاحب جھلک دکھا رہے ہیں۔

[illegible]

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر دیکھتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی متانت بھی اور رنگ بھی کیا ہے، مضمون نگاروں کی قابلیت اڈیٹر کی استعداد سے انھیں کافی واقفیت ہو گئی ان کی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں بچ رہتے ہیں ان کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ طالب نمونہ کو اس ایک پرچہ میں اپنے حسب منشا باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار بن جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہو۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اسکے مذاق کے موافق مل جائیں تو دوام وصول۔ ورنہ پنچ پی ہزار نعمت کھائی " ما بہ خیر شما بہ سلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کو تجارت دکھانے کے سوا اور کچھ نہیں سواے حضرت منی آرڈر بھیجیے کہ ہم انتظار وصول زر قیمت سے اور آپ انتظار ورود اودھ پنچ کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف ہوں۔

۳۔ بعض قدرداں دفتر سے ختم مدت خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچہ اس بیچ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا بھیجو تاکہ فائل ناقص نہ رہے۔ ان کی تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ اگر وہ پرچے دفتر میں موجود ہوں۔

۴۔ جو پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف ۲ ڈاک کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں [illegible] کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجیے اور پرچہ لیجیے۔

۵۔ اگر یہ پرچہ (پنچ) ملک کے لیے آپ کی رائے میں مفید ہے تو خود خریدار ہو جانے سے پورا حق قدردانی ادا نہیں ہوتا بلکہ اپنے احباب میں اسکی اشاعت کی امکانی کوشش بھی فرمائیے۔ خیر الناس من ینفع الناس۔

والسلام

منیجر

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچہ واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ [illegible] کی چند ہی جلدیں جمع ہو سکیں ہیں شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد [illegible] علاوہ محصولڈاک

(۲) جلد [illegible] کے [illegible] نمبروں میں انشاپردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے شائقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد عہ علاوہ محصولڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

موسم گرما کا تحفہ

دواخانہ معدن الادویہ کے تیار کردہ شربت جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خاص پھلوں کے عرقوں اور قیمتی ادویات سے تیار کیے ہوئے شربت ہوا ہے، فرحت بخش خوشبو سے دلاویز ذائقہ میں خوشبو، لطافت میں بے مثل ہیں دل و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون اور آنکھوں کو خنکی و تراوٹ بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں - جلد طلب فرمایئے۔

شربت فالسہ	شربت بادام	شربت کیسرو	شربت بید مشک	شربت کیوڑہ	شربت الاصلاحی	شربت انار	شربت بہار
فی بوتل للعہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ
عرق بید مشک لاہوری	عرق کیوڑہ حیدرآبادی	شربت انگور	شربت انناس	شربت نارنج	شربت لیمو	شربت رنگترہ	
فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	

دواخانہ جنت گراں بحکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے" وہ تیز ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجئے فہرست مفت طلب فرمایئے قریب کا ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمایئے اور لہ رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجئے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے رسیج بحور میں گروگائی

اور

ایکسرا موفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کی مدد کی گئے

ایک

مشہور معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے متعلق بعض شائع ہو چکے ہو جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے بارہ علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب ہی آ سکا

حصہ دوم

طبع ہو چکا ہے - حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن سے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

ہے

تان سین کے عہد سے زمانہ حال تک صدہا استاذ فن کی گائی گائی بجائی گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور پوری نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے -

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں. لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتداء کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں اسکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نادر بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے

قیمت حصہ دوم پانچ روپیہ مقرر کی جاتی ہے حصہ اول کی للعہ فی جلد - محصول ڈاک ہر حال بذمہ خریدار

المشتہر - منیجر اودھ پنچ لکھنؤ